التفسیر: مجلس تفسیر، کراچی جلد:۹، شمارہ:۲۵، جنوری تا جون ۲۰۱۵ء

مرزا مظہر جانِ جاناں کا اردو کلام: چند اہم پہلو

ڈاکٹر تہمینہ عباس
لیکچرار، گورنمنٹ ڈگری بوائز کالج گلستان جوہر بلاک ون

Abstract

Mirza Mazhar jane jana is a prominent poet of Urdu and Persian. He belonged to naqshbndi silsila. His Urdu poetry is present in various "tazkira -e- Urdu" . The article has been highlighted on the important aspects of Jane jana 's poetry. He had political influence. The vast majority of "roheelay" were disciple (mureed) of Jane jana.To end the political influence of jane jana his rival Najaf Khan was succeeded in his murder .In this Article there are examples of urdu poetry of Jane jana.

Key words: Prominent poet, urdu, persian, naqshbndi sisila, tazkira-e-urdu, political influence ,roheeley,mureed, important aspects.

مرزا مظہر جانِ جاناں کے حالات کئی کتابوں میں تفصیل سے ملتے ہیں۔(۱) جانِ جاناں کے والد ایک بہت بڑے صوفی اور درویش تھے انھوں نے مرزا کی تعلیم و تربیت کی طرف بھرپور توجہ دی تھی۔(۲) رسائل، محاورہ، فارسی، فنون و سپاہ گری اپنے والد سے سیکھی۔(۳) قرآن شریف، علم تجوید اور قرأت کی سند قاری عبدالرسول سیالکوٹی سے حاصل کی تفسیر اور حدیث کی تکمیل والد کے انتقال اور طریقت میں داخل ہونے کے بعد حاجی محمد سیالکوٹی سے کی ''کلماتِ طیبات'' کے پہلے خط میں مرزا نے اپنی تعلیم کا تذکرہ کیا ہے۔(۴) آزاد نے ''آب حیات'' میں مرزا مظہر جانِ جاناں کے حالات کو نہایت کریہہ شکل میں پیش کیا ہے اس طرح انھیں مرزا کی ہجو ملیح کرنے کا اچھا موقع مل گیا تھا۔(۵)

والد کے انتقال کے بعد ۱۶ سے ۳۰ برس کی عمر تک صوفیوں اور بزرگوں کی خانقاہوں میں جھاڑو دی۔(۶) آپ حضرت نور محمد نقشبندی کے ہاتھ پر ۱۷۱۹ء میں بیعت ہوئے اس وقت آپ کی عمر ۱۸ سال تھی۔(۷) چار سال پیر کی خدمت میں رہ کر اعمال و

اشغال حاصل کرتے رہے اور بالآخر ولایت کے مرتبے پر فائز ہو کر خرقۂ خلافت حاصل کیا۔(۸) آپ امراء کے بجائے عقیدت مندوں کے نذرانے قبول کر لیا کرتے تھے امراء کا مال آپ کے نزدیک مشتبہ، جبکہ عقیدت مندوں کا مال آلودگی سے پاک ہوتا تھا۔(۹) آپ کو حدیث پر اس قدر عبور حاصل تھا کہ اپنے زمانے میں آپ ضعف وقوی، صحیح و وضعی حدیثوں کو جانچنے کے لیے ایک کسوٹی سمجھے جاتے تھے۔(۱۰)

مرزا مظہر جانِ جاناں کے قتل کے حوالے سے محققین نے مختلف حقائق کا انکشاف کیا ہے۔ عام خیال یہ ہے کہ مرزا صاحب کی شہادت میں نجف خان کا ہاتھ تھا یہ بات حقیقت سے قریب معلوم ہوتی ہے نجف خان میں مذہبی تعصب اس درجہ موجود تھا کہ حضرت شاہ عبدالعزیز اور شاہ رفیع الدین کو دہلی سے نکلنے کا حکم اسی نے دیا تھا۔(۱۱) آپ کا قتل ایک سیاسی قتل تھا۔(۱۲) ساتویں محرم کو ایک شخص مٹھائی لے کر آیا دروازہ بند تھا آواز دی اور کہا کہ مُریدہوں، نذر لے کر آیا ہوں وہ باہر نکلے تو ایک قرابین ماری کہ گولی سینہ کے پار ہوگئی وہ تو بھاگ گیا مگر انہیں زخم کاری آیا، تین دن تک زندہ رہے دس محرم کی شام کو انتقال ہو گیا۔(۱۳)

غور کرنے کی بات یہ ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ اتنی دور سے کہ سڑک پر چلتا ہوا جلوس ۸۵ سال کے ایک شائستہ مہذب بوڑھے کی آواز سن کر مشتعل ہو جائے اور پھر تین شخص آئیں اور مرزا صاحب کو نیچے بلا کر طمنچے کی ایک گولی سینے میں پیوست کر دیں۔(۱۴) ابرار عبدالسلام نے ''آب حیات'' کے مقدمے میں یہ سوال اٹھایا ہے کہ آزاد نے مرزا کی شہادت میں قرابین کا ذکر کیا ہے جبکہ حاشیے میں ذوق کی زبانی کیول رام کے کوٹھے پہ دگاڑے کا نشان بھی دکھا دیتے ہیں [قرابین چھوٹی بندوق اور دگاڑا دو نالی بندوق کو کہتے ہیں]۔(۱۵) جمیل جالبی نے ''آب حیات'' اور ''گلشن ہند'' کی بات کو حقیقت سے دور جانا ہے۔(۱۶) جالبی کے نزدیک یہ قتل ایک سیاسی نوعیت کا تھا ان کا کہنا ہے کہ انگریزوں کی سفارش پر شاہ عالم ثانی نے نجف خان اصفہانی کو مسندِ وزارت پر فائز کر دیا تھا اور نجف خان نے نواب مجد الدولہ عبدالاحد خاں کو قید کر دیا تھا۔(۱۷) مرزا مظہر جانِ جاناں مجد الدولہ عبدالاحد خان کے حامی تھے۔(۱۸) روہیلوں کی بڑی تعداد آپ کی مُرید تھی اور دلی میں مرزا کی خانقاہ ان کا سب سے بڑا مرکز تھی یہ بات نجف خان کے لئے سیاسی طور پر خطرے کا باعث تھی۔(۱۹) نجف خان جانتا تھا کہ مرزا اس کے مخالف ہیں اس لیے اس نے امام بارگاہوں میں یہ افواہ پھیلا دی تھی کہ مرزا نے محرم کے جلوس پر لعن طعن کی ہے جس سے اہلِ تشیع مسلک سے تعلق رکھنے والوں کے جذبات بھڑک اُٹھے تھے۔(۲۰) نجف خان نے مرزا کے قتل پر ایک ایرانی کو متعین کیا تھا جس نے مرزا کو جا کر قتل کر دیا تھا۔(۲۱) امرزا کی شہادت کا اصل سبب وہ نہیں تھا جو ''آبِ حیات'' اور دیگر تذکروں میں موجود ہے بلکہ نجف خان اصفہانی نے ایک بااثر مخالف اور روہیلوں کے پیرومُرشد کو اپنے راستے سے ہٹانے کے لئے یہ قتل کرایا تھا۔(۲۲) قدرت اللہ نے اپنے تذکرے میں یہ ذکر کیا ہے کہ آپ اپنے کلام میں حضرت علی کی مدح کیا کرتے تھے اس لئے کسی سنّی نے آپ کو طیش میں آکر قتل کر دیا تھا۔(۲۳) مرزا صاحب کے قتل کا محرک سیاسی واقعات تھے مذہب کی صرف آڑ لی گئی تھی یہی وجہ ہے کہ اس قتل کو شیعہ وسنی دونوں نے برا سمجھا۔(۲۴) مرزا مظہر کی قبر پر ان کا ہی شعر کندہ ہے:

بہ لوح تربت نم یافتند از غیب تحریرے — کہ ایں مقتول راجز بے گناہی نیست تقصیرے (۲۵)

دلی میں چتلی قبر کے پاس گھر میں ہی تدفین ہوئی، جواب خانقاہ ہے(۲۶)۔تاریخ وفات سوداؔ نے یہ کہی:

مظہر کا ہوا جو قاتل ایک مرتدِ شوم   اور اس کی ہوئی خبر شہادت کی عموم

تاریخ وفات اس کی لکھی از روئے درد   سوداؔ نے کہ ہائے جان جاناں مظلوم (۲۷)

مرزا مظہر جانِ جاناں عام سیاسی واقعات اور محلاتی سازشوں سے باخبر رہتے تھے جس کا تذکرہ ان کے اکثر خطوط میں مل جاتا ہے۔۲۸ مرزا مظہر جانِ جاناں اگرچہ صوفی تھے،ان کا تصوّف مہجوری اور بے کسی سے عبارت نہ تھا ان خطوط میں سکھوں کی یورشوں کا تذکرہ کئی مقامات پر ملتا ہے۔(۲۹) سیاسی ''مکتوبات مظہری'' میں احمد شاہ ابدالی کے حملے اور روہیل کھنڈ کے مسائل کا بھی ذکر موجود ہے روہیل کھنڈ میں اپنے مریدوں کی اکثریت اور دہلی کے حالات سے تنگ آ کر آپ نے روہیل کھنڈ منتقل ہونے کا فیصلہ کر لیا تھا۔(۳۰)

آپ نے شعر گوئی کی ایسی عمدہ مثال قائم کی کہ ایہام گوئی کے اشعار زمینِ شعر سے مٹ گئے۔(۳۱)ان کا کلام بہت مختصر ہے مگر اس مختصر کلام کا سیاسی پہلو پڑھنے والے کو اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے۔(۳۲)وہ دور جو میرؔ دردؔ و سوداؔ کا کہا جاتا ہے اُردو غزل کا عہد زریں ہے لیکن سیاسی اعتبار سے نہایت بحرانی اور ہنگامی دور ہے۔(۳۳)جس طرح سراج علی خان آرزوؔ نے اپنے دور کی نئی نسل کو فارسی شاعری سے ہٹا کر اردو شاعری کی طرف لگایا مرزا مظہر جان جاناں نے اپنے دور کی نئی نسل کو ایہام گوئی سے ہٹا کر فطری اور حقیقی شاعری کی طرف لگایا۔(۳۴) ایہام گوئی کے خلاف ادبی مہم میں انہیں فوقیت حاصل ہے۔(۳۵) مرزا مظہر جانِ جاناں نے ایہام گوئی سے اُردو غزل کو نجات دلانے میں اپنی ''محاورہ دانی'' سے کام لیا۔(۳۶)

مرزا مظہر جانِ جاناں اپنے دور کی بڑی شخصیت تھے اور ان میں بے شمار خوبیاں موجود تھیں۔(۳۷) شعر ایسے پڑھتے تھے کہ لوگ ان کی زبانی شعر سننے دور دور سے آتے تھے۔(۳۸) بحیثیت فارسی اور اردو شاعر پورے ہندوستان میں معروف شخصیت تھے۔(۳۹) شریعت وطریقت کے راستے اور کتاب وسنت کی پیروی میں اس قدر ثابت قدم تھے کہ اس وقت بلاد مذکور میں ان کی مثال نہیں ملتی شاید مرحومین میں بھی نہ ملے بلکہ زمانے کے ہر قصبے میں ایسے نادر الوجود لوگ کم ہوئے ہیں اس عہد کا تو ذکر ہی کیا جو فتنہ وفساد سے بھرا ہوا تھا۔(۴۰)

مولوی نعیم اللہ ''معمولاتِ مظہریہ'' میں آپ کے حلیے کی بابت لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کا قد مبارک کشیدہ اور بلند تھا آپ نہایت حسین وجمیل تھے حسن و جمال کے ساتھ ساتھ نازک مزاجی اور مرزائیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی مزاج میں اعلیٰ درجے کی ظرافت تھی۔طریقِ سنت کے مطابق عمامہ باندھتے تھے اور قمیض چاک پہنتے تھے۔(۴۱) انشا اللہ خان انشاؔء جب مرزا مظہرؔ جانِ جاناں سے ملنے گئے تو سفید قمیض اور سفید کلاہ پہنے ہوئے تھے۔(۴۲) مرزا کی اہمیت ان کی شاعری سے زیادہ ان اثرات کی وجہ سے ہے جو انہوں نے اُردو شاعری پر ڈالے۔(۴۳) مرزا مظہرؔ جانِ جانان کو زباں پر بے پناہ عبور حاصل تھا سید احمد علی خان یکتا نے یہ تک لکھا ہے کہ بعض لوگ محاوراتِ اردو کی موجودہ درستی کو مرزا مظہرؔ جانِ جاناں سے منسوب کرتے رہے ہیں۔(۴۴) اردو شاعری میں مرزا مظہر جانِ جاناں نے ایک ایسا اجتہادی کام کیا جس کی وجہ سے وہ ایک نئی تحریک کے بانی کہلائے۔(۴۵) آپ نے

فارسی شعراء کے کلام کا انتخاب ''خریطہ جواہرہ'' کے نام سے مرتب کیا تھا۔(۴۶)

مرزا مظہؔر جانِ جاناں نے اپنے دور کے ادبی ماحول پر گہرا اثر ڈالا انھوں نے خان آرزؔو کی تحریک کو ایک قدم آگے بڑھایا مرزا مظہر جان جاناں کی ریختہ کی طرف ذاتی توجہ زبان وادب اور اصلاح زبان کا سبب بنی۔ مرزا مظہؔر جانِ جاناں کا حق اصلاح زبان میں بالکل ویسا ہی ہے جیسا سوؔدا اور میؔر کا ہے۔(۴۷) اصلاح زبان کے حوالے سے مظہؔر جانِ جاناں نے اُردو زبان کو ایہامِ گوئی اور اردو شاعری کو ہندی اثرات سے پاک کیا۔(۴۸) مرزا مظہؔر جانِ جاناں وہ پہلے شاعر ہیں جن کی شاعری میں سیاسی رنگ کامیابی سے ملتا ہے۔(۴۹) ابوالخیر کشفی نے مرزا مظہر کی ہجو، حضرت شاہ ولی اللہ اور کشمیری قوم کی ہجو کو سوؔدا کے مذہبی تعصب کی کڑی قرار دیا ہے۔(۵۰) مرزا رفیع سوؔدا نے مظہؔر جانِ جاناں کی شاعری کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا ہے ابوالخیر کشفی کا کہنا ہے کہ اگر سوؔدا نے مرزا مظہؔر جان جاناں کی اُردو شاعری پر یہ اشعار کہے ہیں تو یہ تعصب کے سوا کچھ نہیں۔

مظہر کا شعر فارسی اور ریختہ کے بیچ ‏ ‏ ‏ سوؔدا یقین جان کہ روڑا ہے باٹ کا
القصہ اس کا حال یہی ہے جو سچ کہوں ‏ ‏ ‏ کتا ہے دھوبی کا نہ گھر کا، نہ گھاٹ کا (۵۱)

حبیب الرحمٰن شیروانی نے اردو ادب کا نقشِ اوّل اور ثالث کو حضراتِ نقشبندیہ کا مرہونِ منت قرار دیا ہے (میر دردؔ اور مظہر جانِ جانان نقشبندی سلسلے سے تعلق رکھتے تھے)۔(۵۲) مغلیہ سلطنت کے زوال کی صدی میں میر زا مظہؔر جانِ جاناں، شاہ ولی اللہ اور میر دردؔ نے اہم کردار ادا کیا۔(۵۳) مرزا مظہؔر جانِ جاناں اردو شاعری میں نقاش اوّل ریختہ کے نام سے جانے جاتے ہیں۔(۵۴) آپ حقیقی صوفی شاعر تھے۔ اس لیے آپ کی شاعری میں درد، سوز و گداز اور تصوّف موجود ہے۔(۵۵) مرزا مظہؔر جانِ جاناں پر شعر گوئی کا اثر اس وقت تک رہا جب تک وہ سلوک کی منازل طے کرتے رہے جب آپ مسند ارشاد پر متمکن ہوئے تو آپ پر شاعری کا اثر کم ہونے لگا۔(۵۶)

مرزا مظہر جانِ جانان کی مندرجہ ذیل تصانیف ہیں:

۱۔ دیوانِ فارسی (دیوانِ مظہر) یہ فارسی کا دیوان ہے۔ اس میں ۱۹۳۲ اشعار غزل کے، ۱۰ رباعیات، ۲ مخمس، واسوخت، دو نہایت مختصر مثنویاں اور ایک قطعہ تاریخ ہے۔

۲۔ خریطۂ جواہر: اس میں فارسی کے مختلف شعراء کے کلام کا انتخاب ہے۔

۳۔ رقعات کرامت سعادت: میرزا صاحب کے رقعات کا مجموعہ ہے۔

۴۔ کلمات طیبہ: یہ بھی میرزا صاحب کے فارسی مکاتیب کا مجموعہ ہے۔ اس میں ۸۸ مکتوبات ہیں۔ اور سب کے سب مرزا مظہؔر جانِ جاناں کے مریدوں اور معتقدین کے نام ہیں۔ مکاتیب کے علاوہ اس میں مرزا صاحب کے بعض ملفوظات بھی ہیں۔

۳۔ مکاتیب نثر: فارسی

۴۔ اُردو کلام (مختلف تذکروں میں ملتا ہے)

۵۔ مکاتیب مرزا مظہر: اس مجموعے میں ۱۴۷ خطوط ہیں۔ چند ایک کو چھوڑ کر باقی سب قاضی ثناء اللہ پانی پتی کے نام ہیں۔ یہ مکاتیب

مرزا صاحب کی زندگی کے آخری دور سے تعلق رکھتے ہیں اور زیادہ ترنجی باتوں پر مشتمل ہیں۔(۵۷)

مرزا مظہر جانِ جاناں کے دور میں اخلاقی حالت نہایت پست تھی اس وجہ سے لوگ تصوّف کے دامن میں پناہ ڈھونڈتے تھے مذہب وتصوّف کے نام پر لوگ طرح طرح کی بدعتوں میں مبتلا ہو گئے تھے۔(۵۸) ایرانی اثرات کی وجہ سے شیعیت کا بھی زور تھا سنّیوں نے شیعوں کی بہت سی رسمیں اختیار کر لی تھیں۔(۵۹) مرزا مظہر جانِ جاناں عین جوانی کے عالم میں دنیا سے کنارہ کش ہو گئے تھے اور حضرت سید نور بدایونی کی رہنمائی میں سلوک کی منزلیں طے کیں۔(۶۰)

آپ نے فنِ شعری ہندی غلام نبی بلگرامی سے اخذ کیا۔(۶۱) گارساں دتاسی کے مطابق مرزا مظہر نظم ونثر دونوں میں مہارت رکھتے تھے۔(۶۲) انھوں نے اپنی کوششوں کو خانقاہ کی چار دیواری تک محدود نہیں رکھا تھا بلکہ عام مسلمانوں کی بگڑی ہوئی معاشرتی حالت کو سنوارنے میں استعمال کیا تھا۔(۶۳) مرزا مظہر جانِ جاناں کا تصوّف صحیح اسلامی تصوّف تھا جو شرک وبدعات سے پاک تھا ان کا ہر عمل اتباع سنّت کی نیت سے ہوتا تھا حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے انھیں اپنے عہد کا جادہ شریعت وطریقت کا بہترین رہرو اور کتاب وسنت کا بہترین پیرو مانا ہے اور اپنے مکاتیب میں انھیں ''داعی سنت نبویہ'' کے لقب سے یاد کیا ہے۔(۶۴) انھوں نے حقیقی رنگِ تغزل کے معیار کو بہت بلند کر کے دنیا کے سامنے پیش کیا۔(۶۵)

مرزا مظہر جانِ جاناں کا اردو کلام مقدار کے حوالے سے کم مگر معیار کے حوالے سے بہت زیادہ ہے اور اسے ہمیشہ قبولیت عام حاصل رہے گی۔(۶۶) جان جاناں صوفی بھی تھے، فارسی اور اردو کے شاعر بھی۔(۶۷) ایک صوفی کی حیثیت سے انھوں نے سیکڑوں، ہزاروں انسانوں کی زندگی بنائی ان کے یہاں پیری مریدی کا مقصد تعلیم، ذکرِ قلبی، اور توجہ الی اللہ تھا۔(۶۸) انھوں ''سرّ دلبراں'' کو حدیث دیگراں کے پردے میں ظاہر کرنے پر عمل کیا ان کے یہاں فارسی غزل کی روایت یعنی اشارے، کنایے زیادہ ملتے ہیں انھوں نے چمن، گل، بلبل، آشیاں وغیرہ کی علامتیں خصوصاً زیادہ استعمال کی ہیں ان اشاروں اور کنایوں کی وجہ سے ان کے کلام میں حسن پیدا ہو گیا ہے صنائع بدائع کا استعمال ان کے یہاں کم ہوا ہے مگر جو صنعت بھی استعمال کی ہے بڑی خوبصورتی سے کی ہے۔(۶۹)

مرزا مظہر جانِ جاناں کے حوالے سے مختلف تذکرہ نگاروں نے بہت کچھ کہا ہے۔''مخزن الغرائب'' کے مصنف لکھتے ہیں کہ ''در زبان ہندی کہ مراد از دوست خیلی فصیح وبلیغ بود''۔(۷۰) عبدالرزاق قریشی کے مطابق مرزا مظہر جانِ جاناں جوانی میں ہی تارک الدنیا ہو گئے تھے ان کا بیشتر وقت ذکر ومراقبے میں گزرنے لگا تھا مسلسل تیس سال سلوک کی منازل طے کرنے کے بعد مسند خلافت پر بیٹھے تو ان کا زیادہ وقت مریدوں اور معتقدوں کی ہدایت وتربیت میں صرف ہونے لگا جس کی وجہ سے وہ مستقل تصنیف تالیف کی طرف توجہ نہ کر سکے۔(۷۱) مرزا مظہر جان جاناں کا کوئی اردو دیوان موجود نہیں ہے البتہ ان کا اردو کلام مختلف تذکروں میں موجود ہے یہاں جان جاناں کے کلام سے صوفیانہ شاعری کے ساتھ ساتھ داخلیت اور خارجیت کی مثالیں بھی پیش کی جا رہی ہیں:

صوفیانہ شاعری

کوئی تسبیح و زنار کے جھگڑے میں مت بولو کہ آخر ایک ہیں آپس میں دونوں پیچ رشتہ ہے (۷۲)

تجلی تری پست و بلند ان کو نہ دکھلاتی — فلک یوں چرخ کیوں کھاتا زمیں کیوں فرش ہو جاتی (۷۳)
لوگ کہتے ہیں مر گیا مظہر — فی الحقیقت میں گھر گیا مظہر (۷۴)
الٰہی درد و غم کی سر زمین کا کیا حال ہوتا ہے — محبت گر ہماری چشمِ تر سے مینہ نہ برساتی (۷۵)
گزر گئے دین و دنیا سے تس پر — ترا گھر اور کئی منزل رہا ہے (۷۶)
آزاد ہو رہا ہوں دو عالم کی قید سے — مینا لگا ہے جب سیتی مجھ بے نوا کے ہاتھ (۷۷)
یہ دل کب عشق کے قابل رہا ہے — کہاں اس کو دماغ و دل رہا ہے (۷۸)

خارجیت

پھولے ہیں گل چمن میں صنم کا جمال دیکھ — لالہ بدن ہے داغ ترے مکھ کا خال دیکھ (۷۹)
بجھایا دلبرِ جانی نے آ کر ابرِ رحمت سے — رقیبوں نے نپٹ دھوکا دیے ہم غم کے انگارے (۸۰)
اب کوئی ساعت میں صیاد کرتا ہے ملول — ایک دم کوں بلبلو کیوں بیٹھتی ہو پھول پھول (۸۱)
بلبل فدا ہوئی ہے ترے رخ پہ اے صنم — سنبل ہے پیچ پیچ ترے زلف و بال دیکھ (۸۲)
جھکی ہے فوج گل اور عندلیباں کی پکار آئی — ارے ہنستا ہے کیا وہ دیکھو دیوانے بہار آئی (۸۳)
اتنی فرصت دے کہ رخصت ہولیں اے صیاد ہم — مدتوں اس باغ کے سائے میں تھے آباد ہم (۸۴)
برگ حنا اوپر لکھو احوال دل میرا — شاید کبھی تو جاگے ا س دل ربا کے ہاتھ (۸۵)
آزاد ہورہا ہوں دو عالم کی قید سے — مینا لگا ہے جب ستی مجھ بے نوا کے ہاتھ (۸۶)
ڈرتا ہوں میر زائی تری دیکھ ہر سحر — سورج کے ہاتھ چونری ہے پنکھا صبا کے ہاتھ (۸۷)
خدا کے واسطے اس کو نہ ٹوکو — یہی اک شہر میں قاتل رہا ہے (۸۸)
نہ آوے بالش مخمل اُپر خواب — یہ سر پاؤں سے تیرے مل رہا ہے (۸۹)

داخلیت

رہتا ہوں خاک و خوں میں صدا لوٹتا ہوا — میرے غریب دل کو الٰہی یہ کیا ہوا (۹۰)
خدا وند اٹھا لے ہجر کے درمیاں سوں پردے — ہمیں صیاد کے اب دام میں ڈالا ہمیں پردے (۹۱)
توفیق دے کہ شور سے یک دم تو چپ رہے — آخر مرا یہ دل ہے الٰہی جرس نہیں (۹۲)
اس کے دل میں کبھی تاثیر نہ کی — اے محبت اسے کیا کہتے ہو (۹۳)
چلے کیا زور چشموں کا لہو دریا سے شورا کے — نہ دی نالوں نے مجھ آنکھوں کو حسرت کھل کے رونے کی (۹۴)
کبھی اس دل نے آزادی نہ جانی — یہ بلبل تھا قفس کا آشیانی (۹۵)
جنوں سوں اس قدر روئیں کہ رسوا ہوگئیں آخر — ڈبایا ہائے ان آنکھوں نے آخر خانماں اپنا (۹۶)

گرچہ الطاف کے قابل یہ دل زار نہ تھا — اس قدر جورو جفا کا بھی سزاوار نہ تھا (۹۷)

یہ حسرت رہ گئی کس کس مزے سے زندگی کرتے — اگر ہوتا چمن اپنا گل اپنا باغباں اپنا (۹۸)

اس گل کا پہنچتا ہے مجھے خط صبا کے ساتھ — اس واسطے لکھا ہے چمن میں ہوا کے ہاتھ (۹۹)

مظہؔر چھپا کے رکھ دلِ نازک اب اس کے تئیں — یہ شیشہ پہنچتا ہے کسی میرزا کے ہاتھ (۱۰۰)

الٰہی مت کسو کے پیش رنجِ انتظار آوے — ہمارا دیکھیے کیا حال ہو جب تک بہار آوے (۱۰۱)

خدا کو اب تجھے سونپا ارے دل — یہیں تک تھی ہماری زندگانی (۱۰۲)

نہیں کچھ غم کہ کیوں ملتا نہیں پیاں گسل میرا — کہ میں روتا ہوں دل کی بیکسی پر ہائے دل میرا (۱۰۳)

لوگ کہتے ہیں کہ موا مظہرِ بیکس افسوس — کیا ہوا اس کو وہ اتنا بھی تو بیمار نہ تھا (۱۰۴)

ہم نے کی ہے توبہ اور دھومیں مچاتی ہے بہار — ہائے بس چلتا نہیں او رمفت جاتی ہے بہار (۱۰۵)

مرزا مظہر جانِ جاناں کے یہاں سیاسی شاعری کی مثالیں بھی نظر آتی ہیں:

گئی آخر جلا کر گل کے ہاتھوں آشیاں اپنا — نہ چھوڑا ہائے بلبل نے چمن میں کچھ نشاں اپنا (۱۰۶)

ہمارے ہاتھ یہ دل بھی بھاگا لے کے جاں اپنا — ہم اس کو جانتے تھے دوست اپنا مہرباں اپنا (۱۰۷)

مرزا مظہؔر جانِ جاناں بحیثیت شاعر، بحیثیت صوفی اٹھارھویں صدی میں اپنی جگہ ایک ممتاز حیثیت رکھتے تھے آپ نقشبندی سلسلے کے ایک نمایاں بزرگ تھے نوجوانی میں ہی روحانیت کی خاردار راستے پر گامزن ہوگئے اور درویشوں کی خانقاہوں کی جھاڑو تک دی بعد میں ایک بزرگ کے ہاتھ پر بیعت ہوکر خلافت سنبھالی۔ جان جاناں کا فارسی دیوان موجود ہے جب کہ اردو کلام شعرائے اردو کے تذکروں میں نظر آتا ہے۔ آپ نے خان آرزو کی تحریک کو آگے بڑھایا اور اصلاح زبان پر توجہ دی آپ کو ریختہ کا ''نقاش اول'' بھی کہا جاتا ہے۔ آپ محلاتی سازشوں اور سیاست سے باخبر رہا کرتے تھے بحیثیت صوفی بزرگ روہیلوں کی اکثریت آپ کی مرید تھی۔ عوام میں آپ کا اثر ورسوخ ختم کرنے کے لیے نجف خان اصفہانی نے آپ کا قتل کروادیا تھا جس کو اس وقت فرقہ وارانہ فسادات کا رنگ دینے کی کوشش کی گئی اور یہ کہا گیا کہ محرم کی رسومات پر لعن طعن کرنے کی وجہ سے آپ کا کسی شیعہ نے قتل کر دیا ہے مگر بعد کی تحقیق اور تفتیش سے ثابت ہوا کہ یہ ایک سیاسی قتل تھا جو نجف خان اصفہانی نے آپ کا اثر ورسوخ ختم کرنے کے لیے کروایا تھا اس حوالے سے جمیل جالبی کی ''تاریخ ادب اردو'' اور ابرار عبدالسلام کی مرتبہ '' آب حیات'' میں تفصیلی بحث موجود ہے۔

جان جانان نے اردو غزل کو ایہام گوئی سے پاک کیا اور اصلاح زبان کے حوالے سے اہم کردار ادا کیا۔ آپ کا کلام موضوعاتی اعتبار سے وسعت کا حامل ہے صوفیانہ مضامین بھی ہیں اور سیاسی معاملات کی طرف اشارے بھی، مجازی موضوعات بھی ہیں اور داخلیت کے ساتھ ساتھ واردات قلبی بھی، اس لیے اٹھارھویں صدی کے صوفی شعراء میں مرزا مظہؔر جانِ جاناں جیسے صوفی شاعر کو کسی طرح نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

حواشی

۱۔مرزا مظہر جانِ جاناں کے حالات زندگی کے لیے ملاحظہ ہوں:

عبدالرزاق قریشی،مرزا مظہر جانِ جاناں اور ان کا کلام،تفصیلات ندارد،بمبئی،۱۹۶۱ء

تبارک علی،سید،مرزا مظہر جانِ جاناں : ان کا عہد اور اردو شاعری،انجمنِ ترقی ہند،دہلی،۱۹۸۸ء

احمد علی خان یکتا،دستور الفصاحت،ہندوستان پریس،رامپور،۱۹۴۳ء

بھگوان داس ہندی،سفینۂ ہندی،مرتبہ:عطاالرحمٰن کاکوی،ادارہ تحقیقات عربی،پٹنہ بہار،۱۹۵۸ء

خواجہ حمید خان اورنگ آبادی،گلشنِ گفتار،مرتبہ:سید محمد،خورشید پریس،حیدرآباد دکن،۱۳۳۹ھ

محمد حسین خان،تذکرہ ریاض الفردوس،مرتبہ:مرتضیٰ حسین فاضل،لاہور،۱۹۶۸ء

عبدالسلام ندوی،شعر الہند،مطبع معارف،اعظم گڑھ،س ن

قائم چاند پوری،۱۹۶۶ء،تذکرہ مخزن نکات،مرتبہ:اقتدا احسن،مجلس ترقی ادب،لاہور

ثناالحق صدیقی،میرؔ و سوداؔ کا دور،ایجوکیشنل کانفرنس،کراچی،۱۹۹۳ء

سعادت حسین ناصر،تذکرۂ خوش معرکہ زیبا،مرتبہ:مشفق خواجہ(جلد اول و دوم)(فارسی)مجلس ترقی ادب لاہور،۱۹۷۲ء

۲۔شاہ غلام علی،سید،مقامات مظہری،مطبع احمدی،دہلی،،۱۲۶۹ھ،ص ۱۶

۳۔ایضاً،ص ۱۶

۴۔بحوالہ:تبارک علی،سید،مرزا مظہر جانِ جاناں:ان کا عہد اور اردو شاعری،انجمنِ ترقی ہند،دہلی،۱۹۸۸ء،ص ۲۸

۵۔ایضاً،ص ۱۸۹

۶۔محمد حسین آزاد،آب حیات،مرتبہ:ابرار عبدالسلام،شعبہ اردو،بہاالدین زکریا یونیورسٹی،ملتان،۲۰۰۶ء،ص ۸۹

۷۔ثناالحق صدیقی،میرؔ و سوداؔ کا دور،ایجوکیشنل کانفرنس،کراچی،۱۹۹۳ء،ص ۱۹۱

۸۔ایضاً،ص ۱۹۱ ۹۔ایضاً،ص ۱۹۳ ۱۰۔ایضاً،ص ۱۹۳

۱۱۔ابوالخیر کشفی،اردو شاعری کا سیاسی اور تاریخی پس منظر،نشریات،لاہور،۲۰۰۷ء،ص ۱۲۸

۱۲۔محمد حسین آزاد،آبِ حیات،مرتبہ:ابرار عبدالسلام،ص ۹۳

۱۳۔ایضاً،ص ۹۳

۱۴۔جمیل جالبی،تاریخ ادب اردو،ج ۲،مجلس ترقی ادب،لاہور،۱۹۸۴ء،ص ۳۶۲

۱۵۔ابرار عبدالسلام،مقدمہ آب حیات،مشمولہ:آب حیات،بہاالدین زکریا یونیورسٹی،شعبہ اردو،ملتان ۲۰۰۶ء،ص ۳۳

۱۶۔جمیل جالبی،،تاریخ ادب اردو،ج ۲،ص ۳۶۲

۱۷۔ایضاً،ص ۳۶۳ ۱۸۔ایضاً،ص ۳۶۳ ۱۹۔ایضاً،ص ۳۶۳

۲۰۔ایضاً،ص ۳۶۳ ۲۱۔ایضاً،ص ۳۶۳ ۲۲۔ایضاً،ص ۳۶۳

۲۳۔محمد حسین آزاد،آبِ حیات،مرتبہ:ابرار عبدالسلام،ص ۹۳

۲۴۔ثناالحق صدیقی،میر و سودا کا دور،ص ۲۰۳ ۲۵۔ایضاً،ص ۲۰۳

۲۶۔محمد حسین آزاد،آبِ حیات،مرتبہ:ابرار عبدالسلام،ص ۹۴

۲۷۔سعادت حسین ناصر،تذکرہ خوش معرکہ زیبا،مرتبہ:مشفق خواجہ،(جلد اول و دوم)(فارسی)مجلس ترقی ادب،لاہور،۱۹۷۲ء،ص ۱۱۵

۲۸۔ابوالخیر کشفی، اردو شاعری کا سیاسی اور تاریخی پس منظر، ص ۱۲۹ ۲۹۔ایضاً ص ۱۲۹

۳۰۔عبدالرزاق قریشی، مرزا مظہر جانِ جانان اور ان کا اردو کلام، ص ۵۷؛ نیز جمیل جالبی، تاریخ ادب اردو، ج ۲، ص ۳۶۲

۳۱۔محمد حسین آزاد، آبِ حیات، مرتبہ: ابرار عبدالسلام، ص ۹۳

۳۲۔ابوالخیر کشفی، اردو شاعری کا سیاسی اور تاریخی پس منظر، ص ۱۳۱ ۳۳۔ایضاً ص ۱۳۱

۳۴۔جمیل جالبی، تاریخ ادب اردو، ج ۲، ص ۳۵۹

۳۵۔ابوالخیر کشفی، اردو شاعری کا سیاسی اور تاریخی پس منظر، ص ۱۰۶ ۳۶۔ایضاً ص ۱۰۶، ۱۰۷

۳۷۔جمیل جالبی، تاریخ ادب اردو، ج ۲، ص ۳۶۱

۳۸۔بھگوان داس ہندی، سفینہ ہندی، مرتبہ: عطاالرحمٰن کاکوی، ادارہ تحقیقات عربی، پٹنہ بہار، ۱۹۵۸ء، ص ۱۸۸

۳۹۔خواجہ حمید خان اورنگ آبادی، گلشنِ گفتار، مرتبہ: سید محمد، خورشید پریس، حیدرآباد دکن، ۱۳۳۹ھ، ص ۳۳

۴۰۔جمیل جالبی، تاریخ ادب اردو، ج ۲، ص ۳۶۱

۴۱۔نعیم اللہ، مولوی، معمولاتِ مظہری، ص ۱۳۱؛ بحوالہ تبارک علی، سید، مرزا مظہر جانِ جاناں: ان کا عہد اور اردو شاعری، ص ۳۰

۴۲۔انشااللہ خان انشا، دریائے لطافت؛ بحوالہ، تبارک علی، سید، مرزا مظہر جانِ جاناں: ان کا عہد اور اردو شاعری، ص ۳۰

۴۳۔نورالحسن ہاشمی، دلی کا دبستان شاعری، اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۶۶ء، ص ۱۴۰ تا ۱۴۵

۴۴۔احمد علی خان یکتا، دستور الفصاحت، مرتبہ: امتیاز علی خان عرشی، ہندوستان پریس رامپور، ۱۹۴۳ء، ص ۶، ۷

۴۵۔ثناالحق صدیقی، میر و سودا کا دور، ص ۱۹۶

۴۶۔نورالحسن ہاشمی، دلی کا دبستان شاعری، ص ۴۲

۴۷۔آزاد محمد حسین، آبِ حیات، مرتبہ: ابرار عبدالسلام، ص ۸۹

۴۸۔معین الدین عقیل، تحریک آزادی میں اردو کا حصہ، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۲۰۰۸ء، ص ۵۸

۴۹۔ایضاً ص ۵۹

۵۰۔ابوالخیر کشفی، اردو شاعری کا تاریخی اور سیاسی پس منظر، ص ۱۳۸ ۵۱۔ایضاً ص ۱۳۸

۵۲۔حبیب الرحمٰن خان شیروانی، تذکرہ شعرائے اردو، مؤلفہ، میر حسن، مطبع مسلم یونیورسٹی علی گڑھ انسٹیٹیوٹ، ۱۹۲۲ء، ص ۱۶

۵۳۔تبارک علی، سید، مرزا مظہر جانِ جاناں: ان کا عہد اور اردو شاعری، ص ۱۱

۵۴۔ایضاً ص ۱۲ ۵۵۔ایضاً ص ۱۲

۵۶۔احمد علی سندیلوی، مخزن الغرائب؛ بحوالہ، عبدالرزاق قریشی، مرزا مظہر جانِ جاناں اور ان کا کلام، ص ۱۹۲

۵۷۔عبدالرزاق قریشی، میرزا مظہر جانِ جانان اور ان کا کلام، ص ۱۴۹، ۱۵۰

۵۸۔ایضاً ص ۱۳ ۵۹۔ایضاً ص ۱۳ ۶۰۔ایضاً ص ۱۴۸

۶۱۔ایضاً ص ۲۴۸

۶۲۔کریم الدین، تذکرہ گارساں دتاسی؛ بحوالہ، حسرت موہانی، تذکرۃ الشعراء، مرتبہ: شفقت رضوی، ص ۴۱۰

۶۳۔عبدالرزاق قریشی، مرزا مظہر جانِ جانان اور ان کا کلام، ص ۲۰۷ ۶۴۔ایضاً ص ۲۴۸

۶۵۔نیاز فتح پوری، انتقادیات، عبدالحق اکیڈمی، حیدرآباد (ج ۲) س ن، ص ۱۷۶

۶۶۔عبدالرزاق قریشی، مرزا مظہر جانِ جانان اور ان کا کلام، ص ۲۰۹

۶۷۔ایضاً، ص ۲۴۷　۶۸۔ایضاً، ص ۲۴۷　۶۹۔ایضاً، ص ۱۹۹

۷۰۔احمد علی سندیلوی، مخزن الغرائب؛ بحوالہ، عبدالرزاق قریشی، مرزا مظہر جانِ جاناں اور ان کا کلام، ص ۱۹۲

۷۱۔عبدالرزاق قریشی، مرزا مظہر جانِ جاناں اور ان کا کلام، ص ۱۴۸

۷۲۔تبارک علی، سید، مرزا مظہر جانِ جاناں: ان کا عہد اور اردو شاعری، ص ۱۷۵

۷۳۔ایضاً، ص ۱۷۵

۷۴۔عبدالرزاق قریشی، مرزا مظہر جانِ جاناں اور ان کا کلام، ص ۱۹۸

۷۵۔ایضاً، ص ۱۹۸　۷۶۔ایضاً، ص ۱۹۸　۷۷۔ایضاً، ص ۱۹۸

۷۸۔قائم چاندپوری، تذکرہ مخزن نکات، مرتبہ: اقتدار حسن، ص ۸۴

۷۹۔تبارک علی، سید، مرزا مظہر جانِ جاناں: ان کا عہد اور اردو شاعری، ص ۱۷۵

۸۰۔ایضاً، ص ۱۷۵

۸۱۔عبدالرزاق قریشی، مرزا مظہر جانِ جاناں اور ان کا کلام، ص ۱۹۴

۸۲۔ایضاً، ص ۱۹۵　۸۳۔ایضاً، ص ۱۹۵　۸۴۔ایضاً، ص ۱۹۷

۸۵۔محمد حسین خان، تذکرہ ریاض الفردوس، مرتبہ: مرتضیٰ حسین فاضل، ص ۱۳۴

۸۶۔ایضاً، ص ۱۳۴　۸۷۔ایضاً، ص ۱۳۴

۸۸۔قائم چاندپوری، تذکرہ مخزن نکات، مرتبہ: اقتدار حسن، ص ۸۴

۸۹۔ایضاً، ص ۸۴　۹۰۔محمد حسین آزاد، آبِ حیات، مرتبہ: ابرار عبدالسلام، ۹۵

۹۱۔تبارک علی، سید، مرزا مظہر جانِ جاناں: ان کا عہد اور اردو شاعری، ص ۱۷۵

۹۲۔عبدالرزاق قریشی، مرزا مظہر جانِ جاناں اور ان کا کلام، ص ۱۹۷

۹۳۔ایضاً، ۱۹۷　۹۴۔تبارک علی، سید، مرزا مظہر جانِ جاناں: ان کا عہد اور اردو شاعری، ص ۱۷۵

۹۵۔عبدالرزاق قریشی، مرزا مظہر جانِ جاناں اور ان کا کلام، ص ۱۹۷

۹۶۔ایضاً، ص ۱۹۵　۹۷۔ایضاً، ص ۱۹۵　۹۸۔ایضاً، ص ۱۹۵

۹۹۔محمد حسین خان، تذکرہ ریاض الفردوس، مرتبہ: مرتضیٰ حسین فاضل، ص ۱۳۴

۱۰۰۔ایضاً، ص ۱۳۴

۱۰۱۔سید فتح حسینی گردیزی، تذکرہ ریختہ گویاں، مرتبہ: مولوی عبدالحق، انجمن ترقی اردو، دکن، ۱۹۳۳ء، ص ۱۳۳

۱۰۲۔ایضاً، ص ۱۳۳

۱۰۳۔سید فرزند احمد صفیر بلگرامی، تذکرہ جلوہ خضر (ج ۱) صفیر بلگرامی اکیڈمی، کراچی، ۲۰۰۹ء، ص ۹۶

۱۰۴۔ایضاً، ص ۹۶　۱۰۵۔ایضاً، ص ۹۶

۱۰۶۔عبدالرزاق قریشی، مرزا مظہر جانِ جاناں اور ان کا کلام، ص ۲۵۵

۱۰۷۔ایضاً، ص ۲۵۶